سوانح حیات

جانشین حافظ الحدیث شیخ التفسیر والحدیث

حضرت مولانا فداء الرحمن درخواستی

مولانا ساجد خان نقشبندی

جمیعت اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان

تفصیلات		
کتاب کا نام	:	سوانح حیات جانشین حافظ الحدیث حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستیؒ
مؤلف کا نام	:	حضرت مولانا ساجد نقشبندی صاحب حفظہٗ اللہ
صفحات	:	۱۶
طباعت	:	جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ، مطابق جنوری ۲۰۲۰ء
بارِ اوّل	:	E-BOOK
کمپیوٹر ورک	:	مدنی گرافکس

فہرست

نمبر	عنوانات	صفحہ
	اپنی بات	۳
	سوانح حیات جانشینِ حافظ الحدیث حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستیؒ	۴
	اسمِ گرامی	۵
	لقب	۵
	ولادت باسعادت	۵
	جائے ولادت	۵
	حلیۂ مبارکہ	۵
	تعلیم	۵
	مشاہیر ہم درس ساتھی	۶
	والدِ ماجد کی آپ مدّظلّہ العالی سے محبّت	۷
	اصلاحی تعلّق	۷
	درس وتدریس	۷
	شادی خانہ آبادی اور اولاد وامجاد	۷
	سیاسی ومذہبی خدمات	۸
	مجاہدانہ سرگرمیاں	۱۱
	والد صاحب کی طرف سے خصوصی ذمّہ داریاں	۱۱
	قرآنِ کریم سے والہانہ محبّت	۱۲
	جامعہ انوار القرآن	۱۳
	زندگی کی آخری خواہش جواب تک پوری نہ ہوسکی	۱۴
	کرامات	۱۴
	فداء کا پیغام امّتِ مسلمہ وطلبہ کے نام	۱۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اپنی بات

جانشین حافظ الحدیث رحمہ اللہ کی یہ سوانح بندے نے ان کی زندگی ہی میں قلم بند کی تھی (اسی لیے عنوان میں اب تک ''مدّظلہ العالی'' لکھا ہوا ہے) اور حضرت نے میری درخواست پر نظر ثانی کر کے اصلاح بھی فرمائی تھی اس اعتبار سے اسے آپ ان کی مختصر ''خود نوشت'' کہہ سکتے ہیں۔ یہ سوانح بندے نے حضرت حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کی مایہ ناز تفسیری نوٹس ''انوار القرآن'' کے ساتھ شایع کرنے کے لیے مرتّب کی تھی، مگر افسوس کہ اب تک یہ کام پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ آج صبح نمازِ فجر کے بعد ہی یہ خبر ملی کہ حضرت اب اس دار فانی میں نہیں رہے، انّا للہ و انّا الیہ راجعون. تو سوچا کہ اب اسے یہاں شایع کر دوں کہ زندگی کا کیا بھروسہ؟ کہیں صفحات پر بکھری یہ تحریر بھی قصّۂ ماضی نہ ہو جائے۔ حضرت کے ساتھ جتنا وقت بندے نے گذارا ایک چیز پر فدا پایا اور وہ تھی قرآن کی محبّت۔ خود بھی قرآن پڑھتے اور اچھے قاری سے سن کر روتے، اللہ پاک ان کے درجات بلند فرمائے، آمین۔

میری معلومات کے مطابق چونکہ یہ حضرت کی پہلی باقاعدہ سوانح ہے، جو کئی معلومات اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، اس لیے کوئی صاحب اسے ماخذ بنانا چاہے تو راقم کے مضمون کا حوالہ لازمی (اخلاقاً) ساتھ ضرور دے، تاکہ کل کلاں اسے شایع کیا جائے تو سرقہ کا بدنما داغ اس پر لگ کر اس کی افادیت کو کم نہ کر دے۔

ساجد خان نقشبندی

مختصر سوانح حیات جانشین حافظ الحدیث شیخ التفسیر والحدیث

حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی

نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم!

کہتے ہیں آمد آفتاب دلیلِ آفتاب است سورج کا طلوع ہونا خود اس کے وجود کی دلیل ہے اسے اپنے وجود کے لیے کسی خارجی دلیل کی ضرورت نہیں، راقم الحروف جس ولی کامل (جس کے علم و عرفان کے نور سے چار دانگ عالم منوّر ہیں، جو علم کا آفتاب، ہدایت کا چراغ و مہتاب، اور خلوص وللّٰہیت کا گوہرِ نایاب ہے، الولد سرّ لابیہ کا صحیح مصداق ہے اور دنیا جسے ''جانشین حافظ الحدیث'' کے لقب سے جانتی ہے، جس نے جوانی سے لے کر اس پیرانہ سالی تک حقیقت میں اپنے والدِ ماجد کی جانشینی کا حق ادا کر دیا، جس نے شرق سے غرب، شمال سے جنوب تک داعیٔ اسلام کے طور پر اس دنیا کے چپّہ چپّہ پر قرآن وحدیث کا پیغام لے کر پہنچا دیا) کا تذکرہ کرنے جا رہا ہے دنیا اُسے حضرت مولانا فداء الرحمٰن صاحب مدّظلہ العالی کے نام سے جانتی ہے، جو کہ ایک ایسی شخصیت ہیں کہ ان کا وجود خود ان کے تعارف پر دلیل ہے ؎

مشک آنست کہ خود ببوید
نہ کہ عطّار بگوید

پاک و ہند ایشیاء و یورپ کی کون سی ایسی علم دوست ہستی ہوگی جو ان کو نہ جانتی ہوگی اور اکابر و اصاغر میں سے کون ہوگا جو دل میں ان کی ملاقات کی خواہش کی سعادت نہ رکھتا ہوگا، ایسی شخصیت کا تعارف چند سطور میں لکھنا گویا دریا کو کوزے میں بند کرنا ہے۔

ایسے لوگ نہ تو کسی کاغذی تعارف اور نہ ہی مبالغہ آرائی کی روشنائی سے بھری ہوئی قلم کی عارضی سطروں کے محتاج ہیں، مگر شاید کہ یہی تحریر اس سیاہ کار کے لیے آخرت کی نجات کا پروانہ بن جائے، مزید یہ کہ عند ذکر الصالحین تتنزل الرحمۃ کی بشارت کو سامنے رکھتے ہوئے جس طرح ہمارے متقدّمین نے اپنے اسلاف کے کارناموں کو ضبط کر کے ہمارے لیے تاریکی میں صراط مستقیم تلاش کرنے کی مشعل مہیّا کردی، راقم بھی آنے والی نوجوان نسل کو الحاد و زندقہ کی اس تاریکی میں ان مقدّس حضرات کی حیات کو پڑھ کر ان کے دامن سے وابستہ رہنے کی امید رکھتے ہوئے ان چند سطروں کو تاریخ کے اوراق کے حوالے کر رہا ہے، واللہ المستعان

اسمِ گرامی: حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی بن حافظ الحدیث حضرت مولانا محمّد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ، آپ کا یہ نام آپ کے والد ماجدؒ نے خود رکھا تھا۔

لقب: جانشین حافظ الحدیث، شیخ الحدیث، شیخ التفسیر، سفیرِ اسلام۔

ولادت باسعادت: ۱۱ر نومبر ۱۹۳۹ء

جائے ولادت: بستی مومن تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان جسے اس وقت حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ علم و عرفان سے منور فرما رہے تھے۔

حلیۂ مبارکہ: سرخ و سفید چہرہ، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا لعل بدخشاں چمک رہا ہے، جس پر گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح سرخ ہونٹ، چمکتی کشادہ پیشانی جس پر ابدی سعادت مندی کا نور چمکتا ہوا ہر ایک کو نظر آجاتا ہے، خوبصورت بڑی بڑی آنکھیں جو ہر وقت شرم و حیاء سے معمور رہتی ہیں، سفید چمکتی ہوئی داڑھی جس کے کناروں پر کچھ سیاہ بال ایسا منظر پیش کرتے ہیں جیسے رات کی تاریکی میں چودھویں کا چاند، چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ، خوبصورت مضبوط جسم، گویا اپنے والد کی ہو بہو تصویر!

تعلیم

حضرت کی والدہ ماجدہ جو ایک زاہدہ عابدہ، ولیہ اور حافظۂ قرآن خاتون تھیں، مبلّغِ اسلام حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ تھیں، آپ کا روحانی تعلّق بھی دین پور شریف سے تھا، تحریک ریشمی رومال کے اوّلین قائدین میں مولانا عبدالقادر دین پوریؒ کا نام آتا ہے

انہوں نے تین شادیاں کی تھیں، زوجہ اوّل سے حضرت جانشین حافظ الحدیث کے نانا مولانا عبداللہ مرحوم پیدا ہوئے، حضرت کے پرنانا مولانا عبدالقادر دین پوریؒ نے زوجہ اوّل کی وفات کے بعد دوسری اور تیسری شادی کی، یہ دونوں حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ کی صاحبزادیاں تھیں، یوں ابتداء ہی سے حضرت کے خاندان کا تعلّق دین پور شریف سے نسبی و روحانی دونوں طرح سے رہا، حضرت کی والدہ ماجدہ مرحومہ انتہائی سادہ خاتون تھیں، صبح اپنے ہاتھ سے سحری کے وقت چکی پیستی، اس کے بعد نمازِ فجر کے بعد اس وقت تیس پینتیس جتنے طلباء ہوتے ان کا کھانا خود بناتی، حضرت ابھی اپنی عمر کی دو بہاریں ہی دیکھ پائے تھے کہ مشفقہ والدہ کا سایۂ عاطفت اٹھ گیا، جس کے بعد دادی محترمہ نے آپ کی پرورش کی، ابتدائی تعلیم ان ہی سے حاصل کی، جس کے بعد ابتداء سے انتہاء تک اپنے والد کے قائم کردہ عظیم دینی ادارے ''مخزن العلوم خان پور'' میں اپنے کہنہ مشق مدرّس، مفسّر، محدّث والد کے زیرِ سایہ رہ کر علومِ دینیہ کی تکمیل کی، آپ کے مشہور اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ
(۲) حضرت مولانا واحد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ (کوٹ مٹھن)
(۳) حضرت مولانا شمس الدّین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سابق مہتمم جامعہ مفتاح العلوم حیدرآباد)
(۴) حضرت مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ (جہلم)
(۵) حضرت مولانا حبیب اللہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ (شاگرد حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ)

۱۹۶۰ء میں حضرت کی خواہش پر حافظ الحدیث رحمہ اللہ نے موقوف علیہ میں مشکوۃ شریف اور جلالین شریف پڑھائی، ۱۹۶۱ء میں دورہ حدیث کے تمام اسباق اپنے والد ماجد رحمہ اللہ سے پڑھے اور ۲۲ سال کی عمر میں دستار بندی بھی انہی کے مقدّس ہاتھوں سے ہوئی۔

مشاہیر ہم درس ساتھی

مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ، مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ، ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحبؒ نے دورۂ تفسیر آپ ہی کے ساتھ کیا، بلکہ اس سال جب حضرت حافظ الحدیثؒ کی طبیعت ناساز ہوئی تو آخری پارہ حضرت مولانا فداء الرحمٰن صاحب مدّظلہ العالی ہی نے پڑھایا، گویا اس طرح یہ حضرات آپ کے شاگرد بھی ہوئے، حضرت مولانا میاں مسعود احمد دین پوری (سجّادہ نشین دین

پور شریف) اوّل سے آخر تک آپ کے ہم سبق رہے، مولانا منظور احمد نعمانی ظاہر پیر والے بھی آپ کے ہم درس رہے۔

والد ماجد کی آپ مدّظلہ العالی پر شفقت

حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کو اپنے اس ہونہار فرزند سے بے انتہاء محبّت تھی اور کیوں نہ ہو کہ ولایت و ہدایت کے آثار بچپن ہی سے آپ کی منور پیشانی سے پھوٹ رہے تھے ''ولی را ولی می شناسد'' محبّت کا انداز ہ اس سے لگائیں کہ حضرت کی داڑھی سفید ہوجانے کے بعد بھی حضرت حافظ الحدیث فرماتے کہ: ''فداء الرحمن تم نے مجھے فداء کر دیا''، اللہ اکبر

اصلاحی تعلّق

ولیٔ کامل حضرت مولانا حمّاد اللہ ہالیجوی رحمہ اللہ اور اپنے والد ماجد رحمہ اللہ سے رہا، دونوں حضرات کی طرف سے بیعت و ارشاد کی اجازت ہے، مگر اپنی فطری انکساری و عاجزی کی بناء پر بہت مشکل سے بیعت کرتے ہیں۔

درس وتدریس

فراغت کے بعد پندرہ (۱۵) سال تک مخزن العلوم میں موقوف علیہ تک کی کتب کا درس دیتے رہے، اس کے بعد حضرت والد ماجد صاحب کے حکم پر جب جامعہ انوار القرآن قائم کیا تو قیام سے اب تک دورۂ حدیث و تخصّص کے طلباء کو اس پیرانہ سالی، ضعف و گوناگوں مصروفیات کے باوجود پڑھا رہے ہیں اور الحمدللہ اب تک کل پچپن (۵۵) سال درس وتدریس کو ہو گئے ہیں۔

شادی خانہ آبادی اور اولاد و امجاد

۱۹۶۰ء میں حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے خاص مرید کے گھر آپ کی شادی انجام پائی، الحمدللہ اللہ تعالی نے آپ کو چھ اولادیں عطا فرمائیں، جن میں تین فرزند ہیں، سب سے بڑے قاری حسین صاحب، ان کی ولادت شادی کے اگلے سال ہی ہوئی، ولادت کے وقت حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اس مکان میں موجود تھے اور آپ ہی کے مقدّس ہاتھوں سے تحنیک کرائی

(کھجور چسوائی) گئی، ان کے بعد مولانا رشید احمد درخواستی صاحب ہیں اور ان کے بعد محترم خلیل احمد درخواستی صاحب ہیں۔

مولانا رشید احمد درخواستی کے بیٹے مولانا زبیر احمد درخواستی صاحب اس وقت حسن ابدال کے مدرسہ کے مہتمم ہیں اور قاری حسین احمد صاحب کے فرزند ارجمند مفتی حبیب احمد صاحب درخواستی مدظلہ العالی جامعہ انوار القرآن کے نائب ناظمِ تعلیمات اور شعبہ اقرأ کے ناظمِ اعلیٰ ہیں، گویا حضرت درخواستی رحمہ اللہ کی یہ تیسری پشت ہے جو مدارس کے انتظام وانصرام کو چلا رہی ہے، یہ اس خاندان کی ایک اور مستقل فضیلت ہے۔

سیاسی ومذہبی خدمات

آپ کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے مفکّرِ اسلام حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب لکھتے ہیں:

> ''ان (حضرت حافظ الحدیثؒ) کے سب سے بڑے صاحبزادے مولانا فداء الرحمٰن درخواستی دامت برکاتہم ہیں، جن کا ادارہ نارتھ کراچی میں جامعہ انوار القرآن کے نام سے کراچی کے بڑے علمی مراکز میں شمار ہوتا ہے، مولانا فداء الرحمٰن درخواستی دامت برکاتہم نے جامعہ انوار القرآن کراچی کے علاوہ اندرونِ سندھ میں ضلع عمرکوٹ اور حسن ابدال میں بھی دینی مدارس اور مراکز قائم کر رکھے ہیں اور وہ اپنے بیٹوں کے ذریعے کم وبیش نصف درجن سے زائد دینی مدارس کا نظام چلا رہے ہیں، مولانا فداء الرحمٰن درخواستی دامت برکاتہم کی عمر چوہتّر (۷۴) سال کے لگ بھگ ہوگی، لیکن وہ ان اداروں کے نظم ونسق کے ساتھ پاکستان شریعت کونسل کے مرکزی امیر کا منصب بھی سنبھالے ہوئے ہیں، حضرت مولانا اپنے مزاج کے اعتبار سے تعلیمی اور روحانی ذوق کے بزرگ ہیں اور عملی وتجربے کی سیاست کے جھمیلوں سے انہیں کوئی واسطہ نہیں ہے، البتّہ دوستوں پر اعتماد کرنے والے بزرگ ہیں اور پاکستان شریعت کونسل کے کاموں کے بارے میں ہم چند ساتھی انھیں جو مشورہ دیتے ہیں اسے وہ کر گذرتے ہیں جو ظاہر ہے کہ ان کی بڑائی کی علامت ہے۔

مولانا فداء الرحمٰن درخواستی دامت برکاتہم کے احباب اور عقیدت مندوں کا دائرہ مختلف ممالک میں پھیلا ہوا ہے، آج کل وہ برطانیہ میں ہیں اور مختلف عنوانات پر دینی اجتماعات میں شرکت کے علاوہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کی یاد میں نشستوں کا اہتمام کررہے ہیں، اس سلسلے میں انہوں نے ۳۰ ستمبر اتوار کو رچڈیل کی مرکزی جامع مسجد میں ''حافظ الحدیث سیمینار'' کے عنوان سے ایک علمی نشست کا اہتمام کیا، جس سے پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، برطانیہ اور دوسرے علاقوں کے سرکردہ زعماء نے خطاب کیا، ان میں مولانا ارشد مدنی، مولانا محمد یوسف متالا، علّامہ ڈاکٹر خالد محمود، مولانا سیّد صدر الدّین شاہ بنگلہ دیش، مولانا بشیر احمد شاد، مولانا قاری تصوّر الحق، مولانا امداد الحسن نعمانی، مولانا اکرام الحق خیری، مولانا حبیب الرحمٰن اور مولانا ریاض الحق شامل ہیں، جب کہ برطانیہ کے مختلف شہروں سے علمائے کرام کی بڑی تعداد بھی اس میں شریک ہوئی۔''

(ماہنامہ انوار القرآن کا حافظ الحدیث نمبر)

دس سال تک جمعیت علمائے اسلام پنجاب کے امیر رہے اور پنجاب کا کوئی قصبہ ایسا نہیں رہا ہوگا جہاں آپ نے جمعیت کا پیغام نہ پہنچایا ہو، حضرت مفتی محمود صاحبؒ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے جلسے خاص طور پر آپ ہی کی پیہم کوششوں سے پنجاب میں منعقد ہوتے رہے، جب کراچی منتقل ہوئے تو کراچی کے امیر مقرر ہوئے، یہاں بھی بھرپور طریقے سے سیاسی سرگرمیوں میں حصّہ لیا، بعد میں پورے سندھ کے امیر مقرر ہوئے اور اس کے بعد پورے ملک کے نائب امیر مقرر کیے گئے، مگر تبلیغی، تدریسی اور مدارس کی مصروفیات کی وجہ سے آخر کار سیاست سے علاحدہ ہونا پڑا اور اپنی بے لوثی، ہست سے نیست اور عاجزانہ طبیعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس اہم ترین عہدے سے استعفیٰ دینے کے بعد ایک عام کارکن کی حیثیت سے اب جمعیت سے منسلک ہیں، اللہ اکبر، شاید کسی نے ان ہی جیسے لوگوں کے لیے کہا ہے ؎

مٹادے اپنی ہستی کو گر کچھ مقام چاہیئے
کہ دانہ خاک میں مل کر گلِ گلزار ہوتا ہے

مدارسِ دینیہ کے قیام کے بعد آپ کا سب سے بڑا کام پوری دنیا میں اسلام وقرآن کا پیغام لے کر تبلیغی دورے کرنا تھا، حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کے لیے جب پہلی بار برطانیہ کا ویزا آیا تو آپ نے انگلینڈ کے دورے کے لیے اپنے نائب کے طور پر اپنے اسی قابلِ فخر سپوت کو بھیجا، اس وقت سے لے کر اب تک سینکڑوں بیرونی دورے کر چکے ہیں، صرف برطانیہ کے اب تک پچیس (۲۵) دورے کر چکے ہیں اور اس وقت بھی وہاں ایک اور دورے کی ترتیب بن رہی ہے، کینیڈا کے اب تک بائیس (۲۲) دورے کر چکے ہیں، اس کے علاوہ ویسٹ انڈیز، ساؤتھ افریقا، امریکا، فجی، سنگاپور، ملیشیا، آسٹریلیا، متحدہ عرب امارات، مصر، بنگلا دیش، ہندوستان، ترکی، روس، ازبکستان، تاجکستان اور حجازِ مقدّس (حجازِ مقدّس تو گویا آپ کا دوسرا وطن رہا) سمیت متعدّد ممالک میں آپ تبلیغی اسفار کر چکے ہیں، ان تمام ممالک میں اپنے والد ماجد کی طرح مساجد و مدارس کے قیام اور اسلام کی ترویج کا پیغام لے کر گئے، میری معلومات کے مطابق دنیا کا کوئی ایسا ملک نہ ہوگا جس کا آپ نے اب تک دورہ نہ کیا ہو، خود فرماتے ہیں کہ میں روس کے کیپ ٹاؤن جو دنیا کا آخری کونا ہے اس کے آگے آبادی نہیں سمندر ہے اور دوسری طرف کینیڈا کے آخری کونے ٹوفینو جس پر سورج کی آخری کرن پڑتی ہے اور جس کے آگے آبادی نہیں، جا چکا ہوں اور زبانِ حال سے کہہ چکا ہوں ؎

وقتِ طلوع دیکھا وقتِ غروب دیکھا
اب تو فکرِ آخرت ہے دنیا کو خوب دیکھا

ان دوروں کا واحد مقصد صرف اور صرف ''اسلام'' تھا۔ اس بناء پر اگر آپ کو ''سفیرِ اسلام'' اور ''عالمی مبلّغِ اسلام'' کا لقب دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

راقم کی معلومات کے مطابق اپنے ہم عصر علماء میں آپ ہی کی وہ ذات بابرکات ہے جو بیرونِ ملک اتنے کثیر دورے کر چکی ہے، آپ نے اپنی زندگی کے کل پچیّس (۲۵) سال بیرونِ ملک اسفار میں گذارے، والحمدللہ

کینیڈا کی تبلیغی جماعت کے امیر کرنل امیر الدّین نے آپ ہی کے کہنے پر وہاں کے مرکز میں درسِ قرآن پاک کا باقاعدہ آغاز کیا، جو بعد میں دورہ تفسیر اور پھر مدرسے کی صورت اختیار

کر گیا، حقیقت یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے لیے بھی اس خاندان کی بے لوث خدمات تھیں، جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب حضرت حافظ الحدیثؒ کراچی تشریف لاتے اور جمعرات کو حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی مدّظلہ العالی کے ساتھ مکی مسجد جو اس وقت ایک چھوٹی سی مسجد ہوا کرتی تھی جاتے تو منبر پر خواہ بیرون سے آئے ہوئے کوئی مہمان ہی کیوں نہ بیان کر رہا ہو آپ کے لیے منبر خالی کر دیا جاتا، حاجی عبد الوہاب صاحب، مفتی زین العابدین صاحب، قاضی عبدالقادر مرحوم وقتاً فوقتاً حضرتؒ کی خدمت میں خانپور حاضری دیتے اور ادب واحترام کا یہ حال تک کہ نشست کے اختتام تک دوزانو ہو کر بیٹھتے۔

مجاہدانہ سرگرمیاں

اپنے والد ماجد کی طرح تحریکِ آزادیٔ ہند وتحریکِ پاکستان میں نمایاں حصّہ لیا، جب کہ جہادِ افغانستان میں بھی آپ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں، چنانچہ افغان جہاد میں جب جہادی تنظیموں کا آپس میں اختلاف ہوا اور اس کو دور کرنے کے لیے پاکستان سے چالیس (۴۰) علماء کا ایک وفد گیا تو حضرت عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کے حکم پر آپ ہی نے اس وفد کی قیادت کی، کمانڈر احمد شاہ مسعود چونکہ آپ کے والد ماجد کے شاگرد تھے، اس لیے وہاں اس وفد کا زبردست استقبال کیا گیا، اس وقت صرف ایک ہی ''ہوٹل انٹر کانٹینٹل'' روسی بمباری سے بچا ہوا تھا، جس میں کل تیس کمرے تھے، یہ تمام کے تمام کمرے افغان حکّام نے اس وفد کے لیے مختص کر دیے تھے، اس وقت آپ مدّظلہ العالی کی داڑھی سیاہ تھی، مگر افغان مجاہدین نے وعظ و نصیحت کے لیے ہر جگہ آپ ہی کو آگے کیا، حضرت فرماتے ہیں کہ بزرگ علماء کی موجودگی میں پانی پانی ہو جاتا، مگر کیا کرتا حضرت والد ماجد کا خصوصی حکم تھا، اس لئے الامر فوق الادب کے تحت جتنا موقع ملا پیار ومحبّت کی بات کر کے ان کے درمیان اتّحاد و اتّفاق پر زور دیتا رہا، یہاں صدارتی محل، مولانا محمد نبی محمّدی نے وزارتِ مذہبی امور اور مسعود احمد نے وزارتِ دفاع میں آپ کے خصوصی بیانات کروائے۔

والد صاحب کی طرف سے خصوصی ذمّہ داریاں

آپ کے والد محترم نے آپ کے ذمّہ تین کام لگائے، ایک دینی مدارس کا قیام، چنانچہ اس

ذمّہ داری کو آپ نے باحسن خوبی سرانجام دیا اور اب تک اندرون و بیرون ملک کئی مدارس قائم کر چکے ہیں صرف اندرونِ سندھ بیس سے زائد مکتب قائم کر چکے ہیں، جب کہ دوسرا کام بیرونِ ملک اسلام و مدارس کے قیام کی دعوت لے کر جانا، چنانچہ پچیّس (۲۵) سال تک آپ اسی دعوت کو لے کر پوری دنیا میں دیوانہ وار گھومتے رہے۔

تیسرا کام جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے سیاسی سرگرمیاں جاری رکھنے کا کام تھا، جس کو آپ نے دس سال تک بخوبی سرانجام دیا، مگر اب ضعف و پیرانی سالی کی وجہ سے ایک کارکن کی حیثیت سے اس جماعت کے ساتھ وابستہ ہیں، جو آپ کی بے لوث خدمات، خلوص، للّٰہیت، عاجزی اور اپنی ہستی کو مٹا دینے کی روشن مثال ہے کہ اس عظیم مقام پر فائز ہونے کے بعد بھی خود کو ایک جماعت کے کارکن کی حیثیت تک محدود رکھا ہوا ہے، یہ ہماری ان نوجوان نسل کے لیے ایک روشن مثال ہے، جنھوں نے محض عہدوں کی رسہ کشی میں کئی جماعتوں کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔

قرآنِ کریم سے والہانہ محبّت

میں نے اب تک حضرت صاحب میں جو سب سے خاص بات دیکھی وہ تلاوتِ قرآن سے والہانہ شغف اور محبّت ہے، آپ کسی وقت بھی چلے جائیں قرآن آپ ان کے سامنے پائیں گے، مختلف خوش الحان قاریوں کو بلا کر قرآن سنیں گے اور زار و قطار روئیں گے، میں تو کہتا ہوں کہ حضرت صاحب سے قربت کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ان کو خوبصورت آواز میں قرآن سنا دو، بس پھر ہر وقت گویا آپ ہی کا تذکرہ ان کی زبان پر ہوگا۔

قرآن سے محبّت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ جب ازبکستان آزاد ہوا تو پاکستان سے پندرہ (۱۵) علماء کا وفد تاشقند گیا، جس میں مولانا زاہد الراشدی، مولانا مفتی نظام الدّین شامزئی شہید، مولانا جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہما جیسے اکابر تھے، اس جماعت کی قیادت آپ مدّظلہ العالی نے کی اور اس دورے کا بنیادی مقصد وہاں قرآن مجید تقسیم کرانا تھا۔

حضرت مولانا محمّد عبد اللہ درخواستیؒ کی وفات پر جب صدر مملکت فاروق خان لغاری مرحوم تعزیت کے لیے تشریف لائے تو آپ مدّظلہ العالی نے ان کو ''قرآنِ کریم'' کا تحفہ پیش کیا، (نوائے وقت ۳۱/اگست ۱۹۹۴ء)

اس کے علاوہ سینکڑوں مکاتبِ قرآنیہ کا قیام خود قرآنِ کریم سے آپ کے والہانہ شغف کا بیّن ثبوت ہے۔

جامعہ انوار القرآن

جامعہ انوار القرآن نارتھ کراچی آپ کا قائم کردہ سب سے بڑا دینی ادارہ ہے، اس ادارے کی بنیاد آپ نے حضرت حافظ الحدیث رحمہ اللہ کے حکم پر ان ہی کے ہاتھوں کراچی میں رکھی، اس وقت آدم ٹاؤن کا یہ علاقہ جنگل تھا، مگر اب الحمد للہ اس علاقے کا شمار کراچی کے پوش اور گنجان آباد علاقوں میں ہوتا ہے، جامعہ کی بنیاد یکم/ جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ مطابق ۹/ مارچ ۱۹۸۱ء کو رکھی گئی، اس کے لیے باقاعدہ KDA سے زمین خریدی گئی اور ادارے کا نقشہ منظور کرایا گیا، ادارے کا رجسٹریشن نمبر KAR-1075 ہے، ادارے میں ناظرہ سے لے کر تخصّص تک کی تعلیم کا بندوبست ہے، جب کہ شعبۂ اسکول بھی موجود ہے، اس ادارے سے اب تک چار ہزار (۴۰۰۰) سے زائد طلبہ حفظِ قرآنِ کریم کی سعادت حاصل کر چکے ہیں، جب کہ درسِ نظامی (دورۂ حدیث) سے اب تک فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کی تعداد ایک ہزار چار سو اسّی (۱۴۸۰) ہے، جب کہ چھ سو ساٹھ (۶۵۰) طلبہ اب تک تخصص کر چکے ہیں، اس سال متخصّصین کی تعداد تیس (۳۰) رہی۔

حفظ کے اساتذہ کی تعداد چالیس (۴۰) ہے، کتب و تخصص کے اساتذہ کی تعداد سولہ (۱۶) ہے، جب کہ شعبۂ اسکول میں پچیّس (۲۵) اساتذہ خدمات انجام دے رہے ہیں، جب کہ انتظامیہ و دیگر ملازمین کی کل تعداد پچیّس (۲۵) ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی شہیدؒ آپ کراچی کے پہلے عالم تھے جو شہید کیے گئے، آپ کے زمانے میں ادارے میں خوب رونق رہی، دورۂ حدیث میں ساٹھ سے بھی اوپر طلبہ کی تعداد چلی جاتی تھی، شیخ الحدیث مولانا غلام مصطفیٰ قریشی صاحب مدّظلہ العالی، ناظمِ تعلیمات مولانا نذیر احمد صاحب مدّظلہ العالی، ناظمِ اعلیٰ مفتی محمد اظہر صاحب مدّظلہ العالی، مفتی حماد اللہ وحید صاحب مدّظلہ العالی، مفتی حبیب احمد صاحب مدّظلہ العالی، مفتی نصر اللہ صاحب احمد پوری مدّظلہ العالی (رئیس دار الافتاء)، مولانا عدنان کلیانوی صاحب مدّظلہ العالی کا شمار ادارے کے قابل ترین اساتذہ میں ہوتا ہے۔

زندگی کی آخری خواہش جواب تک پوری نہ ہوسکی

اپنی نجی مجلسوں میں بڑے افسوس اور غم کے ساتھ جس خواہش کا بار بار اظہار کرتے ہیں کہ کسی طرح جمعیت علمائے اسلام کے مختلف دھڑوں میں اتحاد ہوجائے اور آپ نے ایک دور میں کراچی میں اس کے لیے بھرپور کردار بھی ادا کیا اور تمام قائدین کو بلا کر اتحاد بھی کرادیا تھا، مگر جب یہ حضرات اپنے اپنے علاقوں میں پہنچے تو پھر بظاہر مخلص مگر اندرونِ خانہ عیّار دوستوں کے جال میں پھنس گئے۔

کرامات

حضرت کو اپنے اخفائے احوال کا بہت زیادہ خیال رہتا ہے، اس لیے اگر کہیں کوئی کرامت صادر ہوتو اوّلاً بات کو ادھر ادھر کرتے ہیں، لیکن اگر کوئی سمجھ جائے تو سختی سے منع کرتے ہیں کہ اس بات کا اظہار کسی سے نہ کرنا، بہرحال یہاں اُن چند کرامات کا ذکر کیے دیتا ہوں جو مجھ راقم تک پہونچی ہیں:

● جب آپ مدینہ منورہ میں مقیم تھے تو جس گھر میں مقیم تھے وہاں ایک برآمدہ تھا چھت اور دیوار کے درمیان کچھ جگہ خالی تھی ایک دن گھر والوں نے اچانک شور مچایا کہ ''سانپ.....سانپ'' حضرت نے جب دیکھا تو پتہ چلا کہ اس میں تو کئی سانپ بمع ان کے بچوں کے رہائش پذیر ہیں، اس لئے آپ نے گھر والوں کو سمجھا بجھا کر وہاں سے دور ہٹایا، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں جا کر رب سے آہ وزاری کرنے کے بعد واپس گھر تشریف لائے اور کچھ اوراد و وظائف پڑھنے کے بعد سانپوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ دیکھو ہم محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہر میں ان کے مہمان ہیں، ہمیں تم سے کوئی غرض نہیں تم جہاں جس طرح رہو تمہاری مرضی ہم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے اور تم ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچانا اور گھر والوں کو یہ کہہ کر تسلّی دی کہ تم سوجاؤ میں چوکیداری کروں گا ایک دو راتوں تک تو جاگتے رہے، مگر اس کے بعد پرسکون نیند سوتے رہے اور اس طویل اقامت کے دوران کسی سانپ کو دیوار سے نیچے فرش پر آنے کی جرأت نہ ہوئی، اگرچہ پوری رات وہاں چھت پر چوہوں اور سانپوں کی جنگ جاری رہتی، جس سے ساری رات ٹین کی چھت بجتی رہتی۔

● ایک دفعہ کینیڈا کے سفر پر روانہ ہوئے تو جہاز میں بیٹھتے ہی دل پریشان ہونے لگا، چنانچہ آپ نے معمول سے زائد وظائف وغیرہ شروع کردیے، کینیڈا ایئرپورٹ پر اترے تو وظائف کی کثرت مزید بڑھ گئی، پاسپورٹ چیک کرنے کے دوران ایئرپورٹ آفیسر نے کہا کہ ہم آپ کو کلیئرنس نہیں دے سکتے، ہمیں آپ سے کچھ تفتیش کرنی ہے، چنانچہ آپ کو ایک مخصوص کمرے کی طرف لے جایا گیا اس دوران وہیل چیئر کھینچنے والے شخص جو ایئرپورٹ ہی کا ملازم تھا کہنے لگا کہ دیکھو باباجی وہاں کھانسنا مت، پانی مت مانگنا اور نہ ہی تقاضہ کے لیے جانا کیوں کہ یہ گھبراہٹ کی علامات ہیں، جب تفتیشی کمرے میں پہنچے تو وہاں ایک پاکستانی آفیسر تھا، جس نے تعارف کے بعد سوالات کرنے شروع کردیے، الحمدللہ آپ تسلی بخش جواب دیتے رہے، اچانک اس نے پوچھا کہ آپ پانی پئیں گے تو آپ نے برجستہ جواب دیا کہ نہیں شکریہ، بہرحال ایک گھنٹہ تک وہ آپ سے مختلف سوالات کرتا رہا اور آپ کمالِ استقامت سے جوابات دیتے رہے، اس دوران نہ تو پانی مانگا نہ تقاضہ کے لیے گئے اور نہ کسی قسم کی کھانسی آئی۔

اس کے بعد کینیڈین تفتیشی افسر کے پاس لے جایا گیا، جس نے پہلا سوال یہ کیا کہ آپ مولانا فضل الرحمٰن کے ساتھی ہیں اور آپ کا ان سے قریبی تعلّق ہے اور ایک تصویر نکالی جس میں حضرت کسی کو ہار پہنا رہے تھے، اسے دیکھ کر کمالِ جرأت سے حضرت نے جواب دیا کہ میں نے تو سنا تھا کہ آپ جھوٹ نہیں بولتے، مگر آپ نے تو کمال کردیا یہ جمعیت علمائے اسلام کے مولانا فضل الرحمن نہیں، بلکہ میرے بھائی مولانا فضل الرحمٰن درخواستی ہیں اور خانپور کے جلسہ میں ان کی دستار بندی کرکے میں ان کو ہار پہنا رہا ہوں، جس پر وہ ششدر رہ گئے اور کافی غضبناک نظروں سے اپنے ساتھ والے کو دیکھا، گویا تمہاری ناقص تفتیش کی وجہ سے ہمیں سبکی اٹھانی پڑی، اس کے بعد کہا کہ آپ کے ملّا عمر سے تعلقات ہیں اور اکوڑہ خٹک کے جلسہ میں آپ نے اس کی دستار بندی کی اور پھر ایک تصویر دکھائی، حضرت نے اس بار بھی وہی جواب دیا اور فرمایا کہ اس جلسہ میں تو ہزاروں لوگ تھے مجھے اس کی اطلاع نہیں کہ کس کس کی دستار بندی کی، جہاں تک تصویر کی بات ہے تو ملّا عمر کی تصویر آپ نے بھی دیکھی ہوں گی یہ وہ شخصیت نہیں بلکہ کوئی مولوی محمّد عمر ہیں۔

جس پر انہیں سخت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اور کہا کہ ہمارا ارادہ تو آپ کو گرفتار کرنے کا

تھا، مگر ہم اب آپ کو جانے کی اجازت دیتے ہیں، جس پر حضرت نے فرمایا کہ اس وقت مجھے خیال آیا کہ آخر اس پریشانی کا سامنا کرنا تھا، تبھی آج معمول سے زائد خود بخود وظائف کرنے کو جی چاہ رہا تھا۔

یہ کرامات راقم تک حضرت کے خادمِ خاص قاری بلال صاحب کے ذریعہ پہنچی اور ایک مجلس میں راقم نے حضرت سے ان کی تصدیق بھی کرائی، دیگر بھی کئی کرامات ہیں، مگر طوالت کے خوف سے انہیں ترک کیا جارہا ہے۔

فداء کا پیغام امّتِ مسلمہ وطلبہ کے نام

آپس میں اتّحاد و اتفاق کی فضا کو قائم رکھو، دل کی بیماریوں مثلاً، حسد، غیبت، تہمتیں لگانا، بغض، کینہ، چغل خوری، جھوٹ، تکبّر کا علاج کیا جائے اور طلبہ کے لیے پیغام یہ ہے کہ اساتذہ کا ادب کریں، نیز عمل کا فقدان ہے، اس لیے پڑھو بے شک کم مگر عمل زیادہ کرو، مگر جلد سے جلد کیونکہ وقت بہت کم ہے اس لیے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ أنا والساعة كهاتين۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ آپ کا سایۂ عاطفت تادیر امّتِ مسلمہ پر قائم ودائم رکھے اور زیادہ سے زیادہ آپ سے استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ساجد خان نقشبندی

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

حال مقیم جامعہ انوار القرآن کراچی

۱۴/رجب المرجب ۱۴۳۷ھ، مطابق ۲۱/اپریل ۲۰۱۶ء

شب جمعرات بوقت رات بارہ بج کر اٹھاون منٹ مکمّل ہوا۔

☆.....☆.....☆.....☆

جامعہ انوار القرآن کی تصویری جھلکیاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اقرأ باسم ربك الذي خلق
تجھے اپنے رب کے مبارک نام سے جس نے پیدا کیا
کیوں نہ ہو ممتاز اسلام دنیا بھر کے دینوں میں
وہاں مذہب کتابوں میں یہاں قرآن سینوں میں
یہی شیخ الاسلام حافظ الحدیث
بیاد
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی قدس سرہ
جامعہ انوار القرآن
11-C-1
نارتھ کراچی پاکستان
زیر اہتمام
جانشین حافظ الحدیث و مبر شریعت حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی
سنگ بنیاد
بتاریخ ۹ مارچ ۱۹۸۱ء مطابق یکم جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ
بہترین تم میں سے وہ ہے جو
قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے
رب زدنی علما

جنت
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا